© rasailojaraid.com

تصریحات

انتخابات کی آمد آمد ہے اور ملک بھر میں خوف و ہراس کی فضا طاری کی جا رہی ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ واقعی انتخابات قریب تر آ چکے ہیں۔ ملک کے چاروں صوبوں میں حکمران پارٹی اپنی کامیابی کو یقینی بنانے کیلیئے . . . . . . اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے فعال، متحرک اور جواں ہمت لوگوں کو پابند سلاسل بنا رہی ہے اور جو باقی ہیں ان کی کردار کشی میں مشغول اور مصروف ہے تاکہ امکانی مزاحمت کا خطرہ باقی نہ رہے۔ ایسے حالات میں ہم نہیں سمجھتے کہ انتخابات کے ڈھونگ کی ضرورت کیا ہے۔ کیونکہ اگر انتخابات سے مراد واقعی انتخابات ہیں تو یہ لفظ اس وقت تک شرمندۂ معنیٰ نہیں ہو سکتا جبتک کہ مخالف و موافق کو یکساں مواقع فراہم نہ کیئے جائیں۔ اور اگر صرف موافق ہی کو شریک کرنا مقصود ہے تو اس کیلیئے انتخابات کی نہیں بلکہ نامزدگیوں کی ضرورت ہے اور اس کے لیئے کسی اعلان یا کسی تقریب کی ضرورت نہیں۔ یہ کام دن کے اجالے، رات کی تاریکی اور ایوانِ اقتدار کی خلوتوں میں بھی ہو سکتا ہے۔

ہم نہیں سمجھتے کہ پیپلیز پارٹی جو جمہوریت کی دعویدار اور حریت اور آزادی کی علمبردار ہے وہ لوگوں کو اظہار رائے کی آزادی دینے سے گریزاں کیوں ہے؟ اس وقت پاکستان کی سیاسی فضا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یقیناً ایسی نہیں کہ اس پر کوئی آزاد قوم فخر کر سکے۔ ہر طرف گھٹن کا دور دورہ اور پابندیوں کا چلن ہے اور بدقسمتی سے یہ سب کچھ صرف اور صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو حکمران طبقہ سے ایماندارانہ سیاسی، نظریاتی یا اصولی اختلاف رکھتے ہیں۔ رہے پیپلز پارٹی کے افراد، تو ان کے لئے نہ کوئی پابندی ہے نہ کوئی قدغن۔ لوگ ہر بستی، ہر شہر اور ہر جگہ یہ تماشا دیکھتے ہیں کہ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے نہ ہونے کے باوجود اپوزیشن کو کسی قسم کے اجتماع کی اجازت نہیں جبکہ دوسری طرف دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ اور لاؤڈ سپیکر پر قدغن کے باوصف حکمران پارٹی کو کسی قسم کی کوئی روک اور ٹوک نہیں۔ ایک ہی ملک میں ایک ہی قانون کے تحت پاکستان کے ایک ایسے شہریوں سے یہ بوقلموں سلوک کسی طور پر بھی کسی کے لئے عزت اور شرف کا باعث نہیں۔

وزیر اعظم اور ان کے ساتھی اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ملک میں ان کی ساکھ اور لوگوں میں ان کا احترام ہے اور وطن عزیز کے باسی ان کی پالیسیوں کو پسند کرتے ہیں تو انہیں کھلے دل سے اپنے مخالفین کو بھی یہ موقع فراہم کرنا چاہیئے کہ وہ لوگوں کو ان کی پالیسیوں کے مضمرات اور ان کی کارکردگی کے نتائج سے آگاہ کر سکیں اگر لوگوں نے انہیں پسند کیا تو وہ ان کی باتوں کو مسترد کر دیں گے لیکن یہاں تو طرفہ تماشا یہ ہے کہ حزب اختلاف کو اپنا نقطۂ نظر لوگوں کے سامنے رکھنے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی اور نہ صرف انہیں بات کہنے سے روکا جاتا ہے بلکہ اس جرم کو گشتنی اور سوختنی شمار کیا جاتا ہے۔ ہماری دیانتدارانہ رائے ہے کہ حکمران اس قسم کی حرکات سے کچھ پاتے نہیں بلکہ کھوتے ہیں۔ اور جب بھی کوئی پارٹی زوال پذیر ہوتی ہے تو ایسے ہی ہتھکنڈے اختیار کرتی اور ایسی ہی حرکات کی مرتکب ہوتی ہے —— کوئی بھی عوام میں مقبول حکومت عوام کا سامنا کرنے سے نہیں گھبراتی، اور گھبراہٹ علامت ہی عدم مقبولیت کی ہوتی ہے۔ ہمیں یاد ہے کہ پیپلز پارٹی کے چیئرمین جب عوام میں مقبول تھے تو موچی دروازہ، نشتر پارک، لیاقت پارک اور یادگار چوک میں ان سے ملاقات ہوتی تھی۔ اب سوائے ٹی۔وی میں ان کے درشنوں اور ریڈیو میں انکے بھاشنوں کے عوام کو کوئی تقریب و ملاقات میسر نہیں آتی۔

ہم آخر میں پھر اس بات کا اعادہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر پیپلز پارٹی واقعی ملک میں انتخابات کروانا چاہتی ہے تو یہ انتخابات اس وقت تک انتخابات نہیں کہلائے جا سکتے جبتک کہ دوسری سیاسی پارٹیوں کو بھی وہی مواقع میسر نہ ہوں اور انہیں بھی عوام سے ملنے کی اسی طرح آزادی حاصل نہ ہو جس طرح حکمران طبقہ اس سے بہرہ ور ہے۔ ورنہ انتخابات ہو جانے کے باوجود لوگ انہیں انتخابات سمجھنے اور ماننے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔

© rasailojaraid.com